فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا نماز کی ہر رکعت میں سورت فاتحہ پڑھنا ضروری ہے؟

جواب: نماز کی ہر رکعت میں سورت فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔

❁ نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کو نماز سکھائی، پھر فرمایا:

اِفْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا . ''ہر رکعت میں ایسا کریں۔''

(صحيح البخاري : 757، صحيح مسلم : 397)

سوال: کیا فعل رسول ﷺ سے وجوب ثابت ہوسکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، فعل رسول ﷺ سے بھی وجوب ثابت ہوسکتا ہے، بشرطیکہ اس کے خلاف دلیل قائم نہ ہو۔

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا لَنَا وَلِلرَّمَلِ إِنَّمَا كُنَّا رَاءَ يْنَا بِهِ الْمُشْرِكِينَ وَقَدْ أَهْلَكَهُمُ اللّٰهُ، ثُمَّ قَالَ : شَيْءٌ صَنَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا نُحِبُّ أَنْ نَتْرُكَهُ .

''اب ہمیں رمل کی کیا ضرورت؟ یہ تو ہم نے مشرکوں کو اپنی قوت دکھانے کے لیے کیا تھا، اب مشرکوں کو اللہ تعالیٰ نے تباہ کر دیا ہے۔ پر جو عمل رسول اللہ ﷺ

نے کیا ہو، ہم اسے چھوڑنا بھی تو پسند نہیں کرتے۔''

(صحيح البخاري : 1605)

❀ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ أَفْعَالَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْوُجُوبِ حَتّٰى يَقُومَ عَلٰى خِلَافِهٖ دَلِيلٌ.

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال بھی واجب ہیں، یہاں تک کہ عدم وجوب پر کوئی دلیل آجائے۔''

(أعلام الحديث : 879/2)

❀ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْلَا أَنْ تُغْلَبُوا لَنَزَلْتُ، حَتّٰى أَضَعَ الْحَبْلَ عَلٰى هٰذِهٖ، يَعْنِي عَاتِقَهٗ، وَأَشَارَ إِلٰى عَاتِقِهٖ.

''اگر یہ نہ ہوتا کہ آپ مغلوب ہو جائیں گے، تو میں (سواری سے) اتر کر رسی اپنے ہاتھ میں پکڑتا اور اسے اپنے کندھے پر رکھ لیتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کندھے کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔''(صحيح البخاري : 1635)

سوال: مال نصاب کو پہنچ گیا، زکوۃ فرض ہو گئی، سال پورا ہونے پر ادا نہیں کی، اسی اثنا میں مال تلف ہو گیا، تو کیا اس مال پر زکوۃ ہے؟

جواب: جی ہاں، اس مال پر زکوۃ واجب ہے۔ جب بھی مال ہاتھ لگے، اس کی زکوۃ دے گا، کیونکہ مال کے باوجود زکوۃ نہ دینا ظلم ہے۔

سوال: اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو بہن کہہ دیتا ہے، تو اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): بیوی کو بہن کہہ دیا، طلاق کی نیت نہ تھی، تو طلاق نہ ہوگی۔ اگر بیوی کو بہن کہہ دیا، ظہار کا ارادہ نہیں تھا، تو ظہار نہیں ہوگا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی کو اُخْتِي ''میری (اسلامی) بہن'' کہا۔ (صحیح بخاری: ۳۳۵۸، صحیح مسلم: ۲۳۷۱)

(سوال): کیا وقت سے پہلے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے؟

(جواب): وقت سے پہلے بھی زکوٰۃ ادا کی جا سکتی ہے۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا تَعْجِيلُ الزَّكَاةِ قَبْلَ وُجُوبِهَا بَعْدَ سَبَبِ الْوُجُوبِ فَيَجُوزُ عِنْدَ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ كَأَبِي حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ.

''زکوٰۃ کے وجوب کا سبب (نصاب) موجود ہو، تو اس کے واجب ہونے (یعنی سال گزرنے) سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنا جمہور اہل علم کے نزدیک جائز ہے، جیسے امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ۔''

(مجموع الفتاویٰ: 85/25)

(سوال): حوادثات ونوازل میں نماز کا کیا حکم ہے؟

(جواب): اللہ اپنے بندوں کے لیے نشانیاں ظاہر کرتا ہے، ان میں زلزلہ، تیز آندھی، اندھیرا چھا جانا، کوئی بھی وبائی مرض پھیل جانا وغیرہ شامل ہیں، جو برے لوگوں کے لیے آفت اور نیک لوگوں کے لیے آزمائش ہوتی ہیں، حوادثات ونوازل میں نیک وبد دونوں کام آتے ہیں، قیامت کے دن ہر ایک کو اس کی نیت اور عقیدے پر اٹھایا جائے گا، ان حالات میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر اسلاف کا عمل مشعل راہ ہے، حوادثات ونوازل کی وجوہات پر بحث کے بجائے، قرب الٰہی کی کوشش کرنی چاہیے۔

① عبداللہ بن حارث انصاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ لَيْلًا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : لَا أَدْرِي هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَجَدْتُ قَالُوا : نَعَمْ قَدْ وَجَدْنَا، فَانْطَلَقَ مِنَ الْغَدِ، فَصَلّٰى بِهِمْ فَكَبَّرَ وَقَرَأَ وَرَكَعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ فَكَانَتْ صَلَاتُهُ سِتَّ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ .

''ایک رات (بصرہ میں) زلزلہ آیا، تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: میں نے زلزلہ محسوس کیا ہے، معلوم نہیں آپ نے محسوس کیا ہے کہ نہیں؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں ہم نے بھی (زلزلے کے جھٹکے) محسوس کیے ہیں، تو سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما صبح سویرے نکلے اور لوگوں کو نماز (زلزلہ) پڑھائی۔ (جس کا طریقہ کچھ یوں تھا کہ) آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا، قرأت کی اور رکوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھا کر قرأت شروع کر دی، پھر رکوع کیا، پھر رکوع سے اُٹھ کر قرأت شروع کر دی، پھر رکوع کیا، پھر سجدہ کیا، اس کے بعد کھڑے ہوئے اور قرأت شروع کی، پھر رکوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھایا اور قرأت شروع کر دی، پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا۔ اس (دو رکعت) نماز میں آپ رضی اللہ عنہ نے چھ رکوع کیے اور چار سجدے کیے۔''

(الأوسط لابن المنذر : 2918، وسندهٗ صحيحٌ)

② جعفر بن برقان رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَتَبَ إِلَيْنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي زَلْزَلَةٍ كَانَتْ بِالشَّامِ : أَنِ اخْرُجُوا يَوْمَ الِاثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ كَذَا وَكَذَا، وَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُخْرِجَ صَدَقَةً فَلْيَفْعَلْ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ : ﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى﴾(الأعلٰى : 15).

''عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے ہمیں شام میں آنے والے زلزلے کے متعلق خط لکھا کہ آپ فلاں مہینے میں اتوار کے دن نکلیں اور جو کوئی صدقہ کر سکتا ہے، کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى * وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى﴾ . (الأعلٰى : 15) یقیناً وہ کامیاب ہو گیا جس نے تزکیہ نفس کیا، اللہ کا نام لیا اور نماز پڑھی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 472/2، وسندهٗ صحيحٌ)

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف وخسوف ادا کی اور امت کو ترغیب دلائی۔

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ نماز کسوف والی حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ کسی بھی نشانی کے ظاہر ہونے پر نماز پڑھنا مستحب ہے، مثلاً زلزلہ، تند و تیز آندھی، اندھیرا، یا دیگر حوادثات اور نشانیاں۔''

(أعلام الحديث : 613/1)

سوال: کیا عورت اپنا یا کسی کا نکاح کر سکتی ہے؟

جواب: عورت اپنا نکاح نہیں کر سکتی۔ نہ ہی کسی کا نکاح کر سکتی ہے۔

❁ سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً .

”کوئی بھی قوم ہرگز فلاح نہیں پا سکتی، جو اپنے معاملات کسی بھی عورت کو سونپے۔“

(صحيح البخاري : 4425)

نکاح کرنا، کرانا شرعی ذمہ داری ہے، جس کا اختیار عورت کو نہیں سونپا گیا، عورت یہ ذمہ داری بطریق احسن نہیں نبا سکتی، کیونکہ عورت ناقص العقل اور ناقص الدین ہے۔

❁ حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقُوا عَلٰی أنَّ الْمَرْأَةَ لَا تَصْلُحُ أَنْ تَكُونَ إِمَامًا وَلا قَاضِيًا، لِأَنَّ الْإِمَامَ يَحْتَاجُ إِلَى الْخُرُوجِ لِإِقَامَةِ أَمْرِ الْجِهَادِ، وَالْقِيَامِ بِأُمُورِ الْمُسْلِمِينَ، وَالْقَاضِي يَحْتَاجُ إِلَى الْبُرُوزِ لِفَصْلِ الْخُصُومَاتِ، وَالْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ لَا تَصْلُحُ لِلْبُرُوزِ، وَتَعْجَزُ لِضَعْفِهَا عِنْدَ الْقِيَامِ بِأَكْثَرِ الْأُمُورِ، وَلِأَنَّ الْمَرْأَةَ نَاقِصَةٌ، وَالْإِمَامَةُ وَالْقَضَاءُ مِنْ كَمَالِ الْوِلَايَاتِ، فَلا يَصْلُحُ لَهَا إِلَّا الْكَامِلُ مِنَ الرِّجَالِ.

”اہل علم کا اتفاق ہے کہ عورت حاکم اور قاضی بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی، کیونکہ حاکم کو اُمور جہاد اور مسلمانوں کے دیگر معاملات کے حل کے لیے باہر نکلنا پڑھتا ہے، اسی طرح قاضی کو بھی جھگڑوں کے فیصلے کے لیے نمایاں ہونا پڑتا ہے، جبکہ عورت پوری کی پوری پردہ ہے، جسے نمایاں نہیں کیا جا سکتا۔ نیز یہ اپنی کمزوری کی وجہ سے اکثر معاملات بخوبی انجام نہیں دے سکتی، کیونکہ عورت ناقص ہے اور حکومت اور عہدۂ قضاۃ کمال ولایت ہیں، جو صرف کامل مرد ہی انجام دے سکتے ہیں۔“ (شرح السُّنّة : 77/10)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُنْكِحُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ، وَلَا تُنْكِحُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا، إِنَّ الَّتِي تُنْكِحُ نَفْسَهَا هِيَ الْبَغِيُّ .

''عورت کسی اور کا یا اپنا نکاح نہیں کر سکتی، اپنا نکاح خود کرنے والی زانیہ ہے۔''

(سنن الدّارقطني : 228/3، وسندہٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے:

لَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ، وَلَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا، وَالزَّانِيَةُ هِيَ الَّتِي تُنْكِحُ نَفْسَهَا بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا .

''کوئی عورت کسی عورت کا نکاح نہ کرے، نہ ہی اپنا نکاح خود کرے، جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح خود کرتی ہے، وہ زانیہ ہے۔''

(سنن الدّارقُطني : 3539، وسندہٗ صحيحٌ)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(اتّحاف المَهرة : 566/15)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) سے نقل کرتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ خِلَافُ ذٰلِكَ .

''اس کے خلاف کسی صحابی سے کچھ ثابت نہیں۔''

(فتح الباري : 187/9)

❁ فقہائے سبعہ کا فتویٰ ہے:

لَا تَعْقِدُ امْرَأَةٌ عُقْدَةَ النِّكَاحِ فِي نَفْسِهَا وَلَا فِي غَيْرِهَا .

''عورت نہ خود اپنا نکاح کر سکتی ہے، نہ کسی اور عورت کا۔''(السّنن الكبرىٰ

للبيهقي : 113/4 ، وسندهٗ حسنٌ)

❁ مشہور تابعی امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا تُنْكِحُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ .

''کوئی عورت دوسری عورت کا نکاح نہیں کرسکتی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 134/2/4 ، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ نیز فرماتے ہیں:

لَا تُنْكِحُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا، وَكَانُوا يَقُولُونَ : إِنَّ الزَّانِيَةَ هِيَ الَّتِي تُنْكِحُ نَفْسَهَا .

''عورت اپنا نکاح خود نہیں کرسکتی، وہ (صحابہ وتابعین) فرمایا کرتے تھے کہ جو عورت خود اپنا نکاح کرتی ہے، وہ بلاشبہ زانیہ ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 134/2/4 ، وسندهٗ صحيحٌ)

(سوال): کیا اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے؟

(جواب): اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے، خواہ ذمی ہو، یا حربی۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا مُحَاصِرِينَ قَصْرَ خَيْبَرَ، فَرَمٰى إِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيهِ شَحْمٌ، فَنَزَوْتُ لِآخُذَهٗ، فَالْتَفَتُّ، فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ .

''ہم خیبر کے محل کا محاصرہ کیے ہوئے تھے کہ کسی شخص نے چربی سے بھرا ایک توشہ دان پھینکا، میں اسے لینے کے لیے جلدی سے لپکا، میں نے دیکھا کہ

وہاں رسول اللہ ﷺ موجود ہیں، تو مجھے بڑی شرم آئی۔''

(صحیح البخاري : 3153، صحیح مسلم : 1772)

۞ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ ذَكَاةَ أَهْلِ الْحَرْبِ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ كَذَكَاةِ مَنْ لَهٗ ذِمَّةٌ مِنْهُمْ فِي بِلَادِ الْإِسْلَامِ .

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ حربی اہل کتاب کے ذبیحہ کا وہی حکم ہے، جو دار الاسلام میں موجود ذمی کے ذبیحہ کا ہے۔''

(أعلام الحدیث : 1663/3)

سوال: کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ اہل بیت میں سے ہیں؟

جواب: سیدنا علی رضی اللہ عنہ اہل بیت میں سے ہیں۔ اس پر کئی صحیح احادیث دلیل ہیں۔

۞ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا كَوْنُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ، فَهٰذَا مِمَّا لَا خِلَافَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ فِيهِ، وَهُوَ أَظْهَرُ عِنْدَ الْمُسْلِمِينَ مِنْ أَنْ يَحْتَاجَ إِلٰى دَلِيلٍ، بَلْ هُوَ أَفْضَلُ أَهْلِ الْبَيْتِ .

''سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اہل بیت کا فرد ہونے میں مسلمانوں کا کوئی اختلاف نہیں، یہ مسلمانوں کے ہاں اتنی واضح بات ہے کہ اس کے لیے دلیل کی ضرورت نہیں، بلکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تو اہل بیت میں افضل ترین ہیں۔''

(الفتاوی الکبریٰ : 55/1)

۞ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے علی، فاطمہ، حسن اور

حسین رضی اللہ عنہم کو چادر میں لے کر یہ دعا کی:

اَللّٰھُمَّ أَھْلُ بَیْتِي أَذْھِبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھِّرْھُمْ تَطْھِیرًا .

''اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، گندگی ان کے قریب نہ پھٹکنے دینا اور انہیں کمال درجہ کی طہارت نصیب فرما۔''

(مسند الإمام أحمد : 298/6، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آیت مباہلہ (آل عمران : ۶۱) نازل ہوئی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلا کر فرمایا:

اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ أَھْلِي . ''اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔''

(صحیح مسلم : 2404)

❁ سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ أَھْلُ بَیْتِي، وَأَھْلُ بَیْتِي أَحَقُّ .

''اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں اور میرے اہل بیت عزت وتکریم کے زیادہ حق دار ہیں۔''(مسند الإمام أحمد : 107/4، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۶۹۷۶) نے ''صحیح'' کہا ہے، نیز امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔(السنن الکبریٰ:۱۵۲/۲)

امام حاکم رحمہ اللہ (۱۴۷/۳) نے بخاری ومسلم رحمہما اللہ کی شرط پر ''صحیح'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

سوال: خنزیر کا کیا حکم ہے؟

جواب: خنزیر نجس العین ہے۔ بالاتفاق حرام ہے۔ کسی ملت میں بھی حلال نہیں رہا۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ﴾(المائدة : ٣)

''تم پر مردار، (ذبح کے وقت بہنے والا) خون اور خنزیر کا گوشت حرام ہے۔''

❁ نیز فرمایا:

﴿قُلْ لَّا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ﴾

(الأنعام : ١٤٥)

''(اے نبی!) کہہ دیجیے کہ مجھ پر جو وحی کی گئی ہے، اس میں کھانے والے پر صرف یہ حرام ہے؛ مردار، (ذبح کے وقت) بہنے والا خون اور خنزیر کا گوشت، اس لیے کہ یہ پلید ہے۔''

❁ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو پاک اور حلال چیزیں کھانے کا حکم دیا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾(البقرة : ١٧٢)

''مومنو! ہمارا دیا ہوا پاکیزہ اور حلال رزق کھاؤ۔''

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ، وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ.

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعہ شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی تجارت کو حرام قرار دیا ہے۔''

(صحيح البخاري : 2236، صحيح مسلم : 1581)

❁ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِيرِ، فَكَأَنَّمَا صَبَغَ يَدَهٗ فِي لَحْمِ خِنْزِيرٍ وَدَمِهٖ .

''جس نے شطرنج کھیلی، اس نے گویا خنزیر کے گوشت اور خون میں اپنا ہاتھ رنگ دیا۔''(صحيح مسلم : 2260)

❀ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ .

''عیسیٰ علیہ السلام (قربِ قیامت نزول فرمائیں گے اور) خنزیر کو قتل کریں گے۔''

(صحيح البخاري : 2222، صحيح مسلم : 155)

❀ اس حدیث کے تحت حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى نَجَاسَةِ عَيْنِهٖ وَأَنَّ سُؤْرَهٗ مُحَرَّمٌ، وَالشَّيْءُ الطَّاهِرُ الْمُنْتَفَعُ بِهٖ لَا يُؤْمَرُ بِقَتْلِهٖ وَإِتْلَافِهٖ .

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ خنزیر نجس العین ہے اور اس کا جھوٹا حرام ہے، کیونکہ جو چیز پاک اور نفع مند ہو، اسے قتل اور تلف کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا۔''

(أعلام الحديث : 1562/3)

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى تَحْرِيمِ الْخِنْزِيرِ، وَالْخِنْزِيرُ مُحَرَّمٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَاتِّفَاقِ الْأُمَّةِ .

''خنزیر کی حرمت پر اہل علم کا اجماع ہے۔ کتاب و سنت اور امت کے اجماع کی رُو سے خنزیر حرام ہے۔''

(الأوسط في السّنن والإجماع والإختلاف : 229/2)

۞ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقُوا ...... أَنَّ لَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَشَحْمَهٗ وَوَدَكَهٗ وَغُضْرُوفَهٗ وَمُخَّهٗ وَعَصَبَهٗ حَرَامٌ كُلُّهٗ وَكُلُّ ذٰلِكَ نَجَسٌ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ......خنزیر کا گوشت، چربی، چکنائی، نرم ہڈی، بھیجہ اور اعصاب سب کچھ حرام ہے، نیز سب نجس ہے۔''

(مَراتب الإجماع، ص 23)

۞ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلْعَيْنُ الَّتِي حَرَّمَهَا اللّٰهُ فِي كُلِّ مِلَّةٍ، وَعَلٰى لِسَانِ كُلِّ رَسُولٍ، كَالْمَيْتَةِ، وَالدَّمِ وَالْخِنْزِيرِ، فَإِنَّ اسْتِبَاحَتَهٗ مُخَالِفَةٌ لِمَا أَجْمَعَتِ الرُّسُلُ عَلٰى تَحْرِيمِهٖ .

''وہ نجس العین چیز، جسے اللہ تعالیٰ نے ہر ملت میں اور ہر رسول کی زبانی حرام کیا، مثلاً مردار، (ذبحہ کے وقت بہنے والا) خون اور خنزیر، تو اسے مباح اور جائز قرار دینے میں تمام رسولوں کی مخالفت ہے کہ انہوں نے متفقہ طور پر اسے حرام قرار دیا ہے۔''(زاد المَعاد : 676/5)

۞ نیز فرماتے ہیں:

أَمَّا تَحْرِيمُ بَيْعِ الْخِنْزِيرِ، فَيَتَنَاوَلُ جُمْلَتَهٗ، وَجَمِيعَ أَجْزَائِهِ الظَّاهِرَةِ وَالْبَاطِنَةِ، وَتَأَمَّلْ كَيْفَ ذُكِرَ لَحْمُهٗ عِنْدَ تَحْرِيمِ الْأَكْلِ إِشَارَةً إِلٰى تَحْرِيمِ أَكْلِهٖ وَمُعْظَمُهُ اللَّحْمُ، فَذَكَرَ اللَّحْمَ

تَنْبِيهًا عَلٰى تَحْرِيمِ أَكْلِهٖ دُونَ مَا قَبْلَهٗ، بِخِلَافِ الصَّيْدِ، فَإِنَّهٗ لَمْ يَقُلْ فِيهِ : وَحَرَّمَ عَلَيْكُمْ لَحْمَ الصَّيْدِ، بَلْ حَرَّمَ نَفْسَ الصَّيْدِ؛ لِيَتَنَاوَلَ ذٰلِكَ أَكْلَهٗ وَقَتْلَهٗ، وَهَاهُنَا لَمَّا حَرَّمَ الْبَيْعَ ذَكَرَ جُمْلَتَهٗ، وَلَمْ يَخُصَّ التَّحْرِيمَ بِلَحْمِهٖ لِيَتَنَاوَلَ بَيْعَهٗ حَيًّا وَمَيِّتًا .

''خنزیر کی حرمت میں پورے کا پورا خنزیر داخل ہے، یعنی اس کے تمام ظاہری اور باطنی اجزا۔ ذرا تدبر کیجئے کہ کیسے خنزیر کے گوشت کا ذکر کر کے اس کے کھانے کی حرمت کی طرف اشارہ کر دیا، چونکہ خنزیر میں زیادہ چیز گوشت ہے، اس لیے گوشت کا ذکر کر کے اس کے کھانے کو حرام کر دیا، کسی اور چیز کا ذکر نہیں کیا۔ اس کے برعکس (احرام کے حالت میں) شکار (کی حرمت میں) یہ نہیں کہا کہ تم پر شکار کا گوشت حرام کیا گیا ہے، بلکہ خود شکار کو حرام کیا ہے، اس میں شکار کے جانور کو قتل کرنا اور اسے کھانا دونوں شامل ہیں۔ جبکہ جب (خنزیر کی) تجارت کو حرام کیا، تو پورے خنزیر کا ذکر کیا اور اس کی حرمت گوشت کے ساتھ خاص نہیں کی، تا کہ بیع کی حرمت زندہ اور مردہ خنزیر کو شامل ہو۔''

(زاد المَعاد : 674/5)

فائدہ:

۞ علامہ ابن العربی مالکی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

''فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ﴾ ''مگر جس جانور کو تم ذبح کر لو (وہ حلال ہے)۔'' خنزیر کو ذبح نہیں کیا جاتا۔ دباغت (چمڑے کو رنگنا) سے

زیادہ تطہیر ذبح میں ہے، کیونکہ ذبح کا عمل جانور کے گوشت اور دیگر تمام اجزا پر ہوتا ہے، جبکہ دباغت کا عمل (بعض جزوی) اختلاف کے ساتھ صرف جلد پر ہوتا ہے۔ لہٰذا جب خنزیر کی جلد میں ذبح کا عمل اثر نہیں کرتا، تو اس میں دباغت کا عمل بالا ولیٰ اثر نہیں کرتا (اس لیے اس کے چمڑے کو رنگنا جائز نہیں)۔''

(المَسالك في شرح مؤطإ الإمام مالك : 310/5)

سوال: ٹڈی کا کیا حکم ہے؟

جواب: ٹڈی بالاتفاق حلال ہے۔ مچھلی کی طرح اسے بھی ذبح نہیں کیا جاتا۔ اس کا شمار حشرات الارض میں ہوتا ہے۔ یہ چھ ٹانگوں والا کیڑا ہے۔ اس میں خون نہیں ہوتا۔ کئی بیماریوں میں بطور علاج استعمال ہوتا ہے۔ قوم موسیٰ پر ٹڈیوں کا عذاب آیا تھا۔ (سورت اعراف: ۱۳۳) سیدنا ایوب علیہ السلام پر سونے کی ٹڈیوں کا لشکر اُتارا گیا۔ (صحیح بخاری: ۲۷۹) سیدنا ایوب علیہ السلام صابر نبی تھے، قضائے الٰہی پر راضی ہونے والے تھے، یہ ان کے لیے بطور معجزہ و اکرام صلہ تھا۔

❁ سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ نَأْكُلُ الْجَرَادَ .

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات غزوات میں شریک ہوئے، جن میں ہم ٹڈیاں کھاتے رہے۔''

(صحيح البخاري : 5495، صحيح مسلم : 1952)

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ٹڈی کے بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا:

وَدِدْتُ أَنَّ عِنْدِي قَفْعَةً نَأْكُلُ مِنْهُ .

''دل کرتا ہے کہ میرے پاس ٹڈیاں سے بھری ٹوکری ہو اور ہم کھائیں۔''

(مؤطأ الإمام مالك : 933/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ؛ الْجَرَادُ وَالْحِيتَانِ وَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ .

''ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کر دیے گئے ہیں؛ (مردار میں) ٹڈی اور مچھلی، (اور خون میں) جگر اور تلی۔''

(السّنن الكبرى للبيهقي : 1196، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ الْمَيِّتَ يَحِلُّ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا الْجَرَادُ وَالْحُوتُ .

''میں کسی مردہ چیز کو حلال نہیں جانتا، سوائے ٹڈی اور مچھلی کے۔''

(كتاب الأم : 233/2، ط النّجّار)

اجماع:

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى إِبَاحَةِ أَكْلِ الجَرَادِ إِذَا وُجِدَ مَيِّتًا .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ ٹڈی مردہ بھی ملے، تو اسے کھانا حلال ہے۔''

(الإجماع : 744)

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَخْتَلِفِ الْعُلَمَاءُ فِي أَكْلِهِ عَلَى الْجُمْلَةِ، وَأَنَّهُ إِذَا أُخِذَ حَيًّا وَقُطِعَتْ رَأْسُهُ أَنَّهُ حَلَالٌ بِاتِّفَاقٍ .

''مجموعی طور پر اہل علم نے ٹڈی کو کھانے میں اختلاف نہیں کیا۔ٹڈی کو زندہ پکڑ کراس کا سر کاٹ دیا جائے،تو یہ بالاتفاق حلال ہے۔''

(تفسير القُرطبي : 268/7)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

اَلسَّمَكُ وَالْجَرَادُ إِذَا مَاتَا طَاهِرَانِ بِالنُّصُوصِ وَالْإِجْمَاعِ .

''مچھلی اور ٹڈی مر جائیں،تو نصوص شرعیہ اور اجماع کی رُو سے پاک ہیں۔''

(المَجموع شرح المهذّب : 561/2)

سوال: میت کو جلانا کیسا ہے؟

جواب: میت کو دفن کرنا ضروری ہے۔اسے جلانا بے حرمتی اور بے احترامی ہے، خلاف شرع اقدام ہے، نیز یہ کفار کی پیروی ہے، مجوسی اور ہندو اپنے مردوں کو جلاتے ہیں۔ اَزل سے انسانوں کو دفنایا جا تا رہا ہے۔یہ مسلمانوں کا متوارث عمل ہے۔

قبر کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے، جتنی انسان کی۔ پہلے انسان کو بھی دفنایا گیا۔آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا،تو ایک کوا کے ذریعہ اسے دفن کا طریقہ بتایا گیا۔(المائدۃ:۳۱) اگر کسی کا کوئی کافر رشتہ دار فوت ہو جائے،تو اس پر ضروری ہے کہ اسے دفن کرے، جلا نہیں سکتا،تو ایک مسلمان کی میت کو کیسے جلایا جا سکتا ہے؟

❀ سعودی علما کا فتویٰ ہے:

حَرْقُ جُثَثِ الْمَوْتٰى عَمَلٌ غَيْرُ جَائِزٍ شَرْعًا، وَهُوَ مِنْ عَمَلِ

الْوَثَنِيِّينَ، وَالسُّنَّةُ أَنَّ الْمَيِّتَ الْمُسْلِمَ يُغَسَّلُ وَيُكَفَّنُ وَيُصَلّٰى عَلَيْهِ وَيُدْفَنُ فِي الْمَقْبَرَةِ الْعَامَّةِ لِلْمُسْلِمِينَ؛ لِأَنَّ حُرْمَةَ الْمُسْلِمِ مَيِّتًا كَحُرْمَتِهِ حَيًّا، وَأَمَّا غَيْرُ الْمُسْلِمِ فَإِنَّهُ يُدْفَنُ فِي حُفْرَةٍ بَعِيدًا عَنِ الْمُجْتَمَعِ حَتّٰى لَا يَتَأَذّٰى بِهِ النَّاسُ وَلَا يُحَرَّقُ .

''مردوں کے اجسام کو جلانا شرعاً ناجائز ہے۔ یہ بت پرستوں کا طریقہ ہے۔ سنت یہ ہے کہ مسلمان میت کو غسل دیا جائے، کفن دیا جائے، نماز جنازہ پڑھی جائے اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے، کیونکہ مردہ مسلمان کی حرمت ویسے ہی ہے، جیسے زندہ کی ہے۔ جبکہ غیر مسلم مر جائے، تو اسے علاقے سے دور گڑھا کھود کر اس میں دفن کر دیا جائے گا، تاکہ اس سے لوگ اذیت محسوس نہ کرے، اسے جلایا نہیں جائے گا۔''

(فتاوی اللّجنة الدّائمة، رقم الفتویٰ: 17513)

سوال: میت کو ایک ملک سے دوسرے ملک منتقل کرنا کیسا ہے؟

جواب: اصل یہ ہے کہ میت کو بغیر شرعی ضرورت کے ایک ملک سے دوسرے ملک میں منتقل نہ کیا جائے، کیونکہ جلدی دفن کرنے کا حکم ہے، بلا جواز تاخیر درست نہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ، فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا عَلَيْهِ، وَإِنْ تَكُنْ غَيْرَ ذٰلِكَ، فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ .

''جنازہ میں جلدی کریں، کیونکہ اگر میت نیک ہے، تو آپ اسے خیر کی طرف لے جا رہے ہیں اور اگر معاملہ برعکس ہے، تو آپ ایک برے انسان کا بوجھ

اپنے کندھوں سے اتار رہے ہیں۔''

(صحيح البخاري : 1315، صحيح مسلم : 944)

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كُنَّا حَمَلْنَا الْقَتْلٰى يَوْمَ أُحُدٍ لِنَدْفِنَهُمْ، فَجَاءَ مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَدْفِنُوا الْقَتْلٰى فِي مَضَاجِعِهِمْ فَرَدَدْنَاهُمْ.

''اُحد کے دن ہم شہدا کو اُٹھا کر لے جا رہے تھے، تاکہ انہیں (مدینہ میں) دفن کر دیں، تو نبی ﷺ کا منادی آیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ حکم دیتے ہیں کہ شہدا کو ان کی جائے شہادت میں ہی دفن کر دیں۔ تو ہم انہیں واپس لے آئے۔''

(سنن أبي داود : 3165، سنن النّسائي : 2004، سنن التّرمذي : 1717، سنن ابن ماجه : 3165، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن صحیح'' اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۱۸۳) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

ایک ملک سے دوسرے ملک میں میت منتقل کرنے میں بسا اوقات کئی کئی دن لگ جاتے ہیں۔ یہ تاخیر درست نہیں۔ میت کا انتظار زندوں کے لیے انتہائی اذیت اور کرب ناک ہوتا ہے۔ اس سے میت کے گل سڑ جانے کا اندیشہ بھی ہوتا ہے۔ بھاری سفری اخراجات اٹھتے ہیں۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ جو جہاں فوت ہو، اسے وہیں سپرد خاک کر دیا جائے۔ بعض لوگ میت کو بطور امانت دفن کر دیتے ہیں، پھر نعش نکال کر وطن منتقل کر دی جاتی ہے، اس کا کوئی شرعی جواز نہیں۔

(سوال): موزوں پر مسح کا حکم ہے؟

(جواب): موزوں پر مسح کرنا جائز اور مشروع ہے۔ اس پر احادیث متواترہ اور اجماع امت دلیل ہیں۔

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ الْحُكْمُ الْجَلِيلُ الَّذِي فَرَّقَ بَيْنَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَأَهْلِ الْبِدَعِ وَهُوَ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ لَا يُنْكِرُهُ إِلَّا مَخْذُولٌ أَوْ مُبْتَدِعٌ خَارِجٌ عَنْ جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِينَ أَهْلِ الْفِقْهِ وَالْأَثَرِ لَا خِلَافَ بَيْنَهُمْ فِي ذٰلِكَ بِالْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ وَالشَّامِ وَسَائِرِ الْبُلْدَانِ إِلَّا قَوْمًا ابْتَدَعُوا فَأَنْكَرُوا الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَقَالُوا : إِنَّهُ خِلَافُ الْقُرْآنِ وَعَسَى الْقُرْآنُ نَسَخَهُ وَمَعَاذَ اللّٰهِ أَنْ يُخَالِفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابَ اللّٰهِ بَلْ بَيَّنَ مُرَادَ اللّٰهِ مِنْهُ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي قَوْلِهِ : ﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ .

''اس حدیث میں ایک جلیل القدر حکم ہے، جس نے اہل سنت اور اہل بدعت کے درمیان فرق کر دیا ہے، وہ ہے: موزوں پر مسح کرنا، اس کا انکار رسوا کن یا بدعتی شخص ہی کرتا ہے، جو مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہو چکا ہے۔ حجاز، عراق، شام اور دیگر تمام علاقوں کے فقہا اور محدثین کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں، مگر ایک بدعتی گروہ ظاہر ہوا اور انہوں نے موزوں پر مسح کا انکار کر

دیا، کہنے لگے: یہ قرآن کے خلاف ہے اور قرآن نے اس حکم کو ختم کر دیا ہے۔ اللہ کی پناہ کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کریں، بلکہ آپ ﷺ نے (اپنی قولی، فعلی اور تقریری احادیث سے) واضح کر دیا ہے کہ اس حکم سے اللہ کی مراد کیا ہے؟ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا ہے: ﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ ''ہم نے آپ پر ''ذکر'' نازل کیا ہے، تاکہ آپ لوگوں کے لیے وحی کی وضاحت کر دیں۔''

(التّمهيد لما في المؤطإ من المَعاني والأسانيد: 134/11)

❁ سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ، ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى فَسُئِلَ، فَقَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ هٰذَا .

''آپ رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور (وضو میں) موزوں پر مسح کیا، پھر نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے اس عمل کے متعلق پوچھا گیا، تو فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔''

(صحيح البخاري: 387، صحيح مسلم: 272)

❁ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَأَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ، فَقَالَ: دَعْهُمَا، فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ، فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا .

''میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ایک سفر پر تھا۔ (وضو کے وقت) میں آپ ﷺ کے موزے اُتارنے کے لیے جھکا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: رہنے دیجئے، میں

نے انہیں وضو کی حالت میں پہنا تھا، پھر آپ ﷺ نے ان پر مسح کیا۔''

(صحيح البخاري : 206، صحيح مسلم : 274)

❁ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

تَوَضَّأَ فَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ .

''نبی کریم ﷺ نے وضو کیا، تو موزوں پر مسح کیا۔''

(صحيح مسلم : 273)

❁ شریح بن ہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

أَتَيْتُ عَائِشَةَ أَسْأَلُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَقَالَتْ : عَلَيْكَ بِابْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَسَلْهُ فَإِنَّهٗ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ : جَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ، وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيمِ .

''میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گیا اور ان سے موزوں پر مسح کی بابت سوال کیا، تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس جائیے، ان سے پوچھیے، وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر کیا کرتے تھے۔ تو ہم نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے (مسح کے لیے) مسافر کو تین دن اور مقیم کو ایک دن کی رخصت دی ہے۔''

(صحيح مسلم : 276)

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ ثَابِتٌ صَحِيحٌ نَقَلَهٗ أَئِمَّةٌ حُفَّاظٌ .

''یہ صحیح ثابت حدیث ہے، اسے ائمہ حفاظ نے نقل کیا ہے۔''

(الاستذكار :220/1)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے موزوں پر مسح کے متعلق سوال ہوا، فرمایا:

لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ .

''مسافر کے لیے تین دن اور مقیم کے لیے ایک دن کی رخصت ہے۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 1292، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

اجماع:

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ صَرَّحَ جَمْعٌ مِّنَ الْحُفَّاظِ بِأَنَّ الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ مُتَوَاتِرٌ .

''حفاظ حدیث کی ایک بڑی جماعت نے صراحت کی ہے کہ موزوں پر مسح کے بارے میں احادیث متواتر ہے۔''

(فتح الباري :306/1)

❁ امام ابو رجاء قتیبہ بن سعید رحمہ اللہ (۲۴۰ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا قَوْلُ الْأَئِمَّةِ الْمَأْخُوذِ فِي الْإِسْلَامِ وَالسُّنَّةِ : ...... الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ .

''یہ ائمہ اسلام اور اہل سنت کا اتفاقی واجماعی عقیدہ ہے کہ......موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔''

(شِعار أصحاب الحديث للحاكم الكبير، ص 30، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی جَوَازِ الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ .

''موزوں پر مسح کے جواز پر اہل علم کا اتفاق ہے۔''

(شرح صحیح البخاري :304/1)

❁ علامہ ابن قطان فاسی رحمہ اللہ (۶۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''موزوں پر مسح کا انکار صرف بدعتی کرتا ہے، جو مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہے۔ اس مسئلہ میں حجاز وعراق کے فقہا اور محدثین کے مابین کوئی اختلاف نہیں۔ اہل علم کا جم غفیر اس کے جواز کا قائل ہے، جس کا غلطی اور جھوٹ پر جمع ہونا ناممکن ہے۔ وہ جمہور صحابہ، تابعین اور فقہائے مسلمین ہیں۔ موزوں پر مسح کے جواز پر اہل علم کا اتفاق ہے۔''

(الإقناع في مسائل الإجماع :88/1)

اہل علم کی تصریحات:

❁ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْمَسْحُ عَلَی الْجَوْرَبَیْنِ بِمَنْزِلَةِ الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ .

''جرابوں اور موزوں پر مسح کا ایک ہی حکم (یعنی جائز) ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :1991، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ (۳۷۰ھ) فرماتے ہیں:

ثَبَتَ الْمَسْحُ عَلَی الْخُفَّیْنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ طَرِیقِ التَّوَاتُرِ وَالْاِسْتِفَاضَةِ مِنْ حَیْثُ یُوجِبُ الْعِلْمَ .

''موزوں پر مسح کے متعلق نبی کریم ﷺ سے متواتر مشہور احادیث ثابت ہیں، جو علم یقینی کا فائدہ دیتی ہیں۔''

(أحكام القرآن : 353/3)

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا نَقْلُ تَوَاتُرٍ يُوجِبُ الْعِلْمَ .

''یہ احادیث متواتر ہیں، جو علم یقینی کا فائدہ دیتی ہیں۔''

(المحلّٰی :322/1)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ نَحْوُ أَرْبَعِينَ مِنَ الصَّحَابَةِ وَاسْتَفَاضَ وَتَوَاتَرَ .

''نبی کریم ﷺ سے موزوں پر مسح تقریباً چالیس صحابہ نے نقل کیا ہے، یہ مشہور اور متواتر ہے۔''

(التّمهيد لما في المؤطإ من المَعاني والأسانيد :137/11)

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

تَوَاتَرَتِ السُّنَّةُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَبِغَسْلِ الرِّجْلَيْنِ، وَالرَّافِضَةُ تُخَالِفُ هٰذِهِ السُّنَّةَ الْمُتَوَاتِرَةَ .

''نبی کریم ﷺ سے موزوں پر مسح اور پاؤں دھونے کے بارے میں متواتر روایات آتی ہیں۔ روافض اس متواتر سنت کی مخالفت کرتے ہیں۔''

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص 386)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ بِالتَّوَاتُرِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَشْرُوعِيَّةُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ قَوْلًا مِنْهُ وَفِعْلًا ...... وَقَدْ خَالَفَتِ الرَّوَافِضُ ذٰلِكَ كُلَّهُ بِلَا مُسْتَنَدٍ، بَلْ بِجَهْلٍ وَضَلَالٍ، مَعَ أَنَّهُ ثَابِتٌ فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ، مِنْ رِوَايَةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

''رسول اللہ ﷺ سے موزوں پر مسح کی مشروعیت قولی اور فعلی احادیث میں تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔...... روافض ان احادیث کی بغیر دلیل، بلکہ اپنی جہالت وضلالت کی وجہ سے مخالفت کرتے ہیں۔ جبکہ موزوں پر مسح کے متعلق صحیح مسلم میں امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی روایت ثابت ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر : 58/3)

تنبیہ: ابوزرعہ بن عمرو بن جریر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ قَالَ: فَدَخَلَ أَبُو هُرَيْرَةَ دَارَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَبَالَ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَخَلَعَ خُفَّيْهِ، وَقَالَ: مَا أَمَرَنَا اللّٰهُ أَنْ نَمْسَحَ عَلٰى جُلُودِ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ.

''میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موزوں پر مسح کے بارے میں سوال کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ مروان بن حکم کے گھر داخل ہوئے، پیشاب کیا، پانی منگوایا، وضو کیا اور موزے اُتار دیے، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں گائے اور بکری کے چمڑے

پر مسح کرنے کا حکم نہیں دیا۔‘‘

(التّمییز للإمام مسلم، ص 209، الرقم : 89، وسندہٗ صحیحٌ)

اس اثر سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ موزوں پر مسح کے منکر تھے، بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کہنا چاہتے ہیں کہ موزوں پر مسح کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا کہ ضرور بالضرور مسح ہی کرو، بلکہ یہ رخصت ہے، اسے کبھی اختیار نہ بھی کریں، تو کوئی حرج نہیں۔

یہ بھی ممکن ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو موزوں پر مسح سے متعلق حدیث نہ پہنچی ہو اور وہ اپنے علم کے مطابق موزوں پر مسح نہ کرتے ہوں۔

بتاریخ

05-04-2020